عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں معاشرے کے ثقافتی رجحانات

(صحاح ستہ میں وارد اشعار کی روشنی میں)

Cultural Trends of Society in the Era of Prophet [S.A.W]: In the light of Poetic verses mentioned in Six Authentic Books of Hadith

محمد سعید الرحمٰن*

شاہ معین الدین ہاشمی**

Abstract

Islam lays stress upon the great values of civilization and culture. The given study shows the signs of Arabic poetry notified in the text of Sihah-e-Sittah (six authentic books of Hadiths). The current study expresses the cultural aspects of Arabic poetry and effects of Prophetic teachings upon the society. There are approximately 100 Hadiths which have Arabic poetry with different topics such as tafseer, Prophethood, doomsday, jihad, happiness, supplications, pedigree, praising of Prophet Muhammad (PBUH) and monotheism as well.

عہد نبوی تعمیر کردار کا بنیادی اور روشن باب ہے۔ احادیث مقدسہ سے رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال اور احوال کا علم حاصل ہوتا ہے جو کہ زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔ احادیث رسول ﷺ کا ایک پہلو جو کہ انتہائی نمایاں ہے وہ عرب معاشرے کا ثقافتی اور تہذیبی مطالعہ اور اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل ہے ۔مثلاً رسول اللہ ﷺ کا جہاد کے لئے تیاری فرمانا، مختلف گھوڑوں کا استعمال، تیراندازی کا ہنر، اونٹوں کا استعمال، مجاہدین کے لئے صفیں تیار کروانا، گشتی دستوں کا تقرر فرمانا، پڑاؤ ڈالنا، غزوہ خندق میں خندق کی کھدائی میں خود شامل ہونا، گھڑسواری وغیرہ شامل ہے۔ عرب معاشرے میں تلوار کا استعمال باقاعدہ ایک فن کی حیثیت رکھتا تھا۔ کھجور کے باغات لگانا، مسجد قباء کی تعمیر خصوصا مسجد نبوی کی تعمیر میں کھجور کی چھال کا استعمال، رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں مختلف پسندیدہ غذاؤں کا ذکر، مدینہ منورہ تشریف لانے پر بنونجار کی بچیوں کا دف بجا کر آپ کا استقبال کرنا۔ غرض اس مطالعہ میں بہت سے دلچسپ موضوعات شامل ہیں۔ انہی رجحانات میں سے ایک شعر وادب بھی ہے۔ جو کہ اہل عرب کا خاصہ تھا۔

---

* ریسرچ سکالر، پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

** چیئر مین شعبہ سیرت سٹڈیز، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ، AIOU، اسلام آباد

صحاح ستہ میں وارد اشعار اور مصرعوں کی کل تعداد ۲۰۰ کے قریب ہے۔ان میں سے اکثر کسی نہ کسی قصیدہ میں موجود ہیں۔ محدثین کرام نے اکثر وبیشتر شرح کرتے ہوئے ان اشعار کے پس منظر، مقامات اور مقصد کا ذکر بھی کیاہے۔ یہ اشعار توحید، رسالت، فکر آخرت، نسب، مدح، ہجو، قسم، دعاء، جہاد، مرثیہ، توحید، رسالۃ، فکر آخرت، شوق شہادت، استقبال اور خوشی جیسے متنوع موضوعات ومضامین پر مشتمل ہیں۔ ان اشعار کے پس منظر میں مختلف واقعات بھی ہیں۔ جیسے غزوات اور جہاد سے متعلق اشعار کے پس منظر میں بعض ایسے واقعات ہیں جن کا تعلق رسول اللہ ﷺ یا آثار صحابہ سے ہے۔ان اشعار سے اخلاقی اقدار کے دروس نمایاں ہوتے ہیں۔ جو فقہ الحدیث والسیرۃ میں انتہائی معاون ہے۔ ان اشعار کی روشنی میں عہد نبوی ﷺ کے منظوم شعری ادب کے معیار اور عرب کے ثقافتی رجحانات کو بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ خصوصاً عربی زبان و ادب کے میدان میں یہ بیش قیمت ہیں۔

عرب کے ثقافتی رجحانات اور صحاح ستہ کے اشعار

اہل عرب کی شجاعت

عرب ثقافت میں شجاعت بہادری کے واقعات خاندانوں میں محفوظ کئے جاتے اور وقتاً فوقتاً شعر وشاعری میں ان کا اظہار کیا جاتا تھا خاص طور پر جب دشمن آمنے سامنے ہو تو اس وقت ان اشعار کو رعب اور دبدبہ کے لئے کہا جاتا تھا۔ جیسے صحیح بخاری میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ آپ غزوہ حنین کے دن رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر فرار ہوگئے تھے انہوں نے کہا لیکن رسول اللہ ﷺ فرار نہیں ہوئے تھے بے شک ہوازن کے لوگ تیر انداز تھے اور جب ہمارا ان سے مقابلہ ہوا ہم نے ان پر حملہ کیا سو وہ شکست کھاگئے پھر مسلمان غنیمت کا مال لینے لگے انہوں نے ہمیں تیروں پر رکھ لیا پس رسول اللہ ﷺ فرار نہ ہوئے تحقیق یہ ہے کہ میں آپ کو دیکھا کہ آپ سفید خچر پر سوار تھے اور حضرت سفیان بن الحارث آپ کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور نبی ﷺ یہ رجز فرمارہے تھے۔

اَنَا النَّبِيُّ لاَ كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ [1]

(میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے میں عبد المطلب کی اولاد میں سے ہوں)۔اسی طرح سے غزوہ خیبر کے موقع پر سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرحب پہلوان کے مقابلہ میں یہ رجز پڑھا جو کہ جرات وبہادری سے معمور ہے:

أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيهِ الْمَنْظَرَهْ

---

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب من قاد دابۃ غیرہ فی الحرب، رقم الحدیث: 2864۔

أُوفِيهِمُ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ[1]

(میں وہ ہوں جس کی ماں نے اس کا نام حیدر رکھا ہے جو جنگلوں کے شیر کی طرح رعب اور دبدبے والا ہے۔ میں لوگوں کے ایک صاع کے بدلہ میں ایک بڑا پیمانہ دیتا ہوں)۔ ابوالعباس احمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ اس میں کوئی اختلاف روایت نہیں کہ یہ ابیات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں۔ان میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا نام حیدر بتایا ہے اور اپنی شجاعت کو شیر سے تشبیہ دی ہے۔ سندر ایک درخت ہے جس سے تیر بنائے جاتے ہیں۔ یہ سندرۃ سے ماخوذ ہے یہ صنوبر کا درخت ہے جس سے مضبوط اور اعلیٰ درجے کے تیر بنائے جاتے تھے۔[2]

لفظ "سندرۃ" پر ابن منظور الافریقی (۷۱۱-۶۳۰ھ) کی لغوی تحقیق

۱۔ سندر پیائش کے آلے کو کہتے ہیں۔

۲۔ لفظ "سندرۃ" میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک پیائش کا بڑا آلہ ہے یہ قول ابن اعرابی کا ہے۔ یا سندرۃ کسی عورت کا نام تھا جو کہ گندم بیچتی اور مقدار کو پورا کرتی تھی۔

۳۔ سندرۃ سے مراد وہ درخت ہے جس سے تیر اور نیزے بنائے جاتے تھے۔

۴۔ السندری تیروں کی ایک قسم ہے جو کہ السندرۃ کی طرف منسوب ہے جو کہ ایک درخت کا نام ہے۔[3]

قومی وملی عزم

اہل عرب قومی اور ملی معاملات میں عزم کے پکے تھے۔ جان کی پروا نہیں کرتے تھے۔ اسی عزم کو اسلام نے درست سمت موڑا۔ غزوہ خندق میں صحابہ کرام نے اس عزم کا اظہار ان اشعار کے ذریعہ فرمایا جن کا ذکر بخاری کی روایت میں ہے۔

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدَا عَلَى الاسلام مَا بَقِينَا أَبَدَا[4]

(ہم نے محمد (رسول اللہ ﷺ) کے ساتھ بیعت کی کہ جہاد پر ہمیشہ باقی رہیں گے)۔ صحیح مسلم کی روایت

---

1 صحیح مسلم، كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ غَزْوَةِ ذِي قَرَدٍ وَغَيْرِهَا، رقم الحدیث: 1817۔

2 النووی، شرف الدین، المنہاج شرح صحیح المسلم، مطبعۃ الخیریۃ المصریۃ الازہر، 1930ء، جلد 12، ص 186۔

3 الافریقی، ابن المنظور، لسان العرب، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت لبنان، جلد 6، ص 390۔

4 صحیح بخاری، كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى القِتَالِ، رقم الحدیث: 2834۔

کے مطابق "علی الاسلام" کی جگہ "علی الجھاد" ہے۔[1]

تیر اور تلوار

تیر اور تلوار آلات حرب میں سے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رجز میں سندر (درخت) کا ذکر ہے جس سے تیر بنائے جاتے تھے۔ یہ رجز صحیح مسلم میں بھی وارد ہے[2]۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر میں سورۃ المومن کے تحت امام بخاری نے شریح بن ابی اوفی العبسی کا شعر نقل کیا ہے جس میں ''الرمح الشاجر'' نیزوں کا ذکر ہے۔[3] اسی طرح کتاب المغازی میں مصرع ہے:

بهن فلوع من قراع الكتائب.[4]

(لشکر کے ساتھ لڑتے لڑتے ان تلواروں کی دھاریں کئی جگہ سے ٹوٹ گئیں)۔ یہ تلوار عبدالملک بن مروان نے عروۃ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لی تھی۔ اسی طرح کتاب التفسیر میں باب وكان عرشه على الماء کے تحت مذکور میں تلواروں کا ذکر موجود ہے۔[5]

عرب کے زیورات

دور جاہلیت میں عرب زیورات بناتے تھے، مختلف پتھروں میں عقیق، یاقوت، زمرد، ہیرے اور مختلف پتھر تھے۔ یثرب دوسرے علاقوں کی بنسبت زیادہ مشہور تھا۔ ۳۰۰ سے زائد ایسے لوگ موجود تھے جو کہ زیورات بناتے تھے۔ اسی طرح قبیلہ بنو قینقاع اس صناعت میں مشہور تھا، ان کا ایک خاص بازار تھا۔ جہاں سے یہود زیورات خریدتے تھے۔ مکہ میں لوہا مشہور تھا، اسی طرح عرب سونا چاندی نکالتے تھے، کھانے پینے میں سونا چاندی کے برتن استعمال کرتے تھے[6]۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ عرب کے ایک قبیلہ کی ایک سیاہ فام باندی تھی۔ وہ ان کے ساتھ رہتی تھی انہوں نے اس عورت کو آزاد کر دیا ایک دن ان لوگوں کی ایک بچی باہر نکلی، اس نے سرخ چمڑے کا ہار پہنا ہوا تھا (جس میں موتی جڑے ہوئے تھے)، اس بچی نے اس ہار کو

---

1 صحیح مسلم، كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ غَزْوَةِ الْأَحْزَابِ وَهِيَ الْخَنْدَقُ، رقم الحدیث: 1805۔

2 ایضاً، كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ غَزْوَةِ ذِي قَرَدٍ وَغَيْرِهَا، رقم الحدیث: 1817۔

3 صحیح بخاری، كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ، سُورَةُ المُؤْمِنِ، ج6ص126۔

4 ایضاً، كِتَابُ المَغَازِي، بَابُ قَتْلِ أَبِي جَهْلٍ، رقم الحدیث: 3973۔

5 ایضاً، كِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ، بَابُ قَوْلِهِ: {وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى المَاءِ} [هود: 7]، رقم الحدیث: 4684۔

6 الطقوش، ڈاکٹر سہیل، تاریخ العرب قبل الاسلام، دار النفائس، بیروت لبنان، 2009ء، ص 64-63۔

کہیں رکھ دیا یا کہیں گر گیا۔ وہاں (جہاں ہار تھا) سے ایک چیل گزری اور اس ہار کو گوشت سمجھتے ہوئے جھپٹ کر لے گئی۔ اس باندی کے مطابق ان لوگوں نے ہار تلاش کیا لیکن ہار نہیں ملا۔ اس باندی پر ہار کی چوری کی تہمت لگائی گئی اور تلاشی لی گئی۔ باندی کہتی ہے کہ اللہ کی قسم میں ان کے پاس کھڑی تھی کہ اچانک وہ چیل گزری اور وہ ہار پھینک دیا وہ ہار ان لوگوں کے درمیان گرا۔ باندی نے کہا کہ جس ہار کی وجہ سے تم نے مجھ پر تہمت لگائی تھی وہ یہ پڑا ہے اور میں اس سے بری ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مطابق یہ عورت حضور ﷺ کے پاس آئی اور اسلام قبول کیا۔ اس کے لئے مسجد میں خمیہ یا کنیا تھی وہ مجھ سے آکر باتیں کرتی تھی اور جب میرے پاس بیٹھتی تو یہ شعر پڑھتی تھی۔

وَیَوْمِ الوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِیْبِ رَبِّنَا   اَلَا أنه مِنْ بَلْدة الْكُفْرِ اَنْجَانِی°[1]

(اور ہار کا دن اللہ تعالیٰ کی عجیب وغریب چیزوں میں سے ہے سو اس نے مجھے دار الکفر سے نجات دلائی)۔

استقبال اور خوشی منانے کا انداز

عرب معاشرے میں خوشی کے اظہار کے مختلف انداز تھے جس میں ایک کا ذکر سنن ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے جس کو انس بن مالک نے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ مدینہ پہنچے تو بنو نجار کی بچیوں نے اشعار گا کر اور دف بجا کر آپ کا استقبال کیا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو منع نہیں فرمایا:

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ   يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ[2]

(ہم سب بنو نجار کے پڑوسی ہیں محمد (ﷺ) کا ہمسایہ ہی اچھا ہمسایہ ہے)۔

عرب معاشرے میں غم کا اظہار

دنیا میں شعر وشاعری غم اور خوشی کے اظہار کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ عرب میں بھی غم اور خوشی کا اظہار بعض دفعہ شعر سے کیا جاتا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بخار کی حالت جو اشعار پڑھے ان کا ذکر بخاری میں موجود روایات میں ملتا ہے[3]۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اشعار پڑھے:

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي اَأَهْلِهِ   وَالْمَوْتُ اَأَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ[4]

(ہر شخص اپنے اہل میں صبح کرنے والا ہے۔ اس حال میں کہ موت جوتی کے تسمے سے زیادہ قریب ہوتی

1 صحیح بخاری، كِتَابُ الصَّلَاةِ ، بَابُ نَوْمِ المَرْأَةِ فِي المَسْجِدِ، رقم الحدیث: :439۔
2 ابن ماجہ، كِتَابُ النِّكَاحِ ، بَابُ الْغِنَاءِ وَالدُّفِّ، رقم الحدیث: 1899۔
3 صحیح بخاری، کتاب فَضَائِلِ المَدِينَةِ، بَابُ كَرَاهِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُعْرَى المَدِينَةُ، رقم الحدیث: 1889۔
4 ایضاً

ہے)۔اسی طرح حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مدینہ تشریف لائے تو ان کو بخار ہو گیا بخار اترنے پر انہوں نے اشعار پڑھے جن میں انہوں مکہ کی وادیوں، چشموں اور پہاڑوں کو یاد کیا:

أَلاَ لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً ... بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ،

وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ ... وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ[1]

(کاش میں پھر وادی میں ایک رات رہوں اور میرے ارد گرد اذخر اور جلیل (گھاس کا نام) ہوں۔ پھر کسی دن مجنۃ کے پانی پر وارد ہوں پھر میرے لئے شامہ اور طفیل (پہاڑ) ظاہر ہوں)۔

محبوب کی صفات ومدح

محبوب کی صفات اور تعریفات عرب کی قدیم روایت کا حصہ تھا۔اسلام آنے کے بعد اس میں بہت سی مثبت تبدیلیاں پیدا ہوئیں جن میں ایک یہ کہ اس میں غلو اور افراط کی بجائے حقیقت کا پہلو غالب ہوا۔ مثلاً اس کا ایک رخ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعریفات کی صورت میں سامنے آیا۔ صحاح ستہ میں وارد بہت سے اشعار اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت سے متعلق ہیں۔ ان شعری موضوعات میں شکر الٰہی، توفیق خداوندی، صبر ورضاء، استقامت، توکل علی اللہ اور اتباع رسول ﷺ جیسے موضوعات سامنے آتے ہیں۔ جیسے کہ صحیح بخاری میں ہے۔ حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ میں نے یوم الاحزاب کو رسول اللہ ﷺ کو مٹی منتقل کرتے دیکھا وہ یہ شعر پڑھ رہے تھے:

اللَّهُمَّ لَوْلاَ أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلاَ تَصَدَّقْنَا وَلاَ صَلَّيْنَا[2]

(اے اللہ اگر تو ہدایت نہ عطا فرماتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ وخیرات کرتے اور نہ نماز پڑھتے)۔

مندرجہ بالا شعر توحید کا درس دیتا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا شاعر کا سچا کلمہ لبید کا ہے کہ

أَلاَ كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلاَ اللَّهَ بَاطِلُ[3]

(خبردار! اللہ کے سوا ہر شے ختم ہونے والی ہے)۔

بہت سے صحابہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کا اظہار کرتے تھے یہ اظہار کبھی آنجناب علیہ السلام کے روبرو اور کبھی آپ کی عدم موجودگی میں ہوتا تھا۔ نعت رسول مقبول ﷺ کی یہ روایت اسلامی ادب کا حصہ اور دنیا میں مختلف زبانوں میں نعتیہ شاعری کی بنیاد بنی۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

---

1 صحیح بخاری، كِتَابُ الأَدَبِ ، بَابُ هِجَاءِ المُشْرِكِينَ، رقم الحدیث: 1651۔

2 صحیح بخاری، كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ حَفْرِ الخَنْدَقِ، رقم الحدیث: 2837۔ صحیح مسلم، كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ ، بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ، رقم الحدیث: 1802۔

3 صحیح بخاری، کتاب مناقب الأنصار، بَابُ أَيَّامِ الجَاهِلِيَّةِ، رقم الحدیث: 3841۔

مروی ہے کہ تمہارے بھائی عبداللہ بن رواحہ کوئی فضول بات نہیں کہتے۔ وہ یہ شعر کہتے ہیں:

وَفِينَا رَسُولُ اللَّهِ يَتْلُو كِتَابَهُ إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ الفَجْرِ سَاطِعُ
أَرَانَا الهُدَى بَعْدَ العَمَى فَقُلُوبُنَا بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ
يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالكَافِرِينَ المَضَاجِعُ
(1)

(ہم میں اللہ تعالیٰ کے ایسے رسول (رسول اللہ ﷺ) ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے ہیں جب صبح کی پو پھٹ کر روشن ہو جاتی ہے۔ انہوں نے ہمیں گمراہی کے بعد ہدایت دکھائی سو ہمارے دل ان پر ایمان لانے والے ہیں انہیں جو کہا وہ واقع ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات بستر سے اپنے کو الگ کر کے گزارتے ہیں جبکہ مشرکوں سے ان کے بستر بوجھل ہو رہے ہوتے ہیں)۔ نیز جناب ابوطالب نے آپ علیہ السلام کی تعریف میں یوں کہا:

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الغَمَامُ بِوَجْهِهِ ثِمَالُ اليَتَامَى عِصْمَةٌ لِلأَرَامِلِ (2)

(وہ گورے شخص جن کے چہرے کے وسیلہ سے بادل سے بارش طلب کی جاتی ہے وہ یتیموں کے سہارا ہیں اور بیواؤں کے سرپرست ہیں)۔ اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار ہیں جو کہ مدح الرسول ﷺ میں کہے گئے ہیں، ان میں سے ایک شعر یہ ہے:

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ(3)

(بے شک میرے والد اور میرے والد کے والد اور میری عزت سیدنا محمد ﷺ کیلئے تمہارے سامنے ڈھال بنی رہے گی)۔

گھوڑوں کا ذکر:

عرب ثقافت میں گھوڑا بہت اہم جانور سمجھا جاتا تھا یہ بار برداری، سواری اور جنگوں میں نہایت کارآمد جانور ہے۔ عرب میں لوگ اس جانور کی اچھی نسلوں کی خوب حفاظت کرتے تھے اور نہایت شوق سے اس کو سنبھالتے تھے جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان بن حرب، صفوان بن امیہ، عیینہ بن حصین اور اقرع بن حابس ہر ایک کو سو سو (۱۰۰) اونٹ دیئے اور عباس بن مرداس کو اس سے کچھ کم اونٹ دیئے تو عباس بن مرداس نے اشعار پڑھے جن کا

---

1 ایضاً، كتاب التهجد، بَابُ فَضْلِ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى، رقم الحدیث: 1154

2 ایضاً، أَبْوَابُ الاسْتِسْقَاءِ، بَابُ سُؤَالِ النَّاسِ الإِمَامَ الاسْتِسْقَاءَ إِذَا قَحَطُوا، رقم الحدیث: 1008۔

3 صحیح بخاری، كِتَابُ المَغَازِي، بَابُ حَدِيثِ الافک، رقم الحدیث: 4141۔

ذکر مسلم کی روایت میں ہے:۔

أَتَجْعَلُ نَهْبِي وَنَهْبَ الْعُبَيْدِ بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ
فَمَا كَانَ بَدْرٌ وَلَا حَابِسٌ يَفُوقَانِ مِرْدَاسَ فِي الْمَجْمَعِ
وَمَا كُنْتُ دُونَ امْرِئٍ مِنْهُمَا وَمَنْ تَخْفِضِ الْيَوْمَ لَا يُرْفَعِ[1]

(آپ میرا اور میرے گھوڑے کا حصہ جس کا نام عبید تھا عیینہ اور اقراع کے بیچ میں مقرر فرماتے ہیں حالانکہ عیینہ اور اقرع دونوں مرداس سے یعنی مجھ سے کسی مجمع میں بڑھ نہیں سکتے اور میں ان دونوں سے کچھ کم نہیں ہوں اور آج جس کی بات نیچے ہو گئی وہ پھر اوپر نہ ہو گی)۔ ان اشعار میں حضرت عباس بن مرداس کے گھوڑے "عبید" کا ذکر ہے۔ چنانچہ اسی روایت میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بھی ۱۰۰ اونٹ پورے کر دیئے۔

اشعار میں دعائیہ الفاظ

دعا کی دینی و روحانی اہمیت کا اندازہ رسول اکرم ﷺ کے قول سے کیا جاسکتا ہے کہ "الدُّعَاءُ مُخُّ العِبَادَةِ"[2] (دعا عبادت کا نچوڑ ہے)۔ دعا وہ رابطہ ہے جس کے ذریعہ ایک بندہ رب سے مخاطب ہوتا ہے۔ بعض اشعار میں دعائیہ الفاظ بھی ملتے ہیں، جیسے صحیح بخاری میں وارد ایک شعر جو رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب ہے اور اس میں مہاجرین وانصار کے لئے دعائیہ کلمات کا ذکر ہے:

اللَّهُمَّ إِنَّ العَيْشَ عَيْشُ الآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالمُهَاجِرَهْ.[3]

(یا اللہ بے شک اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے پس انصار ومہاجرین کی مغفرت فرما)۔

عرب کے گھاس، لکڑی، چشمے، پہاڑ اور مقامات

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مدینہ تشریف لائے تو ان کو بخار ہو گیا۔ بخار اترنے پر انہوں نے اشعار پڑھے جن میں انہوں مکہ کی وادیوں، چشموں اور پہاڑوں کو یاد کیا۔ صحیح بخاری میں ہے:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ[4]

---

1 القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح المسلم، كتاب الزَّكَاةِ، بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ، رقم الحدیث: 1060۔

2 جامع ترمذی، أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الدُّعَاءِ، رقم الحدیث: 3371۔

3 صحیح بخاری، كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى القِتَالِ، رقم الحدیث: 2834۔

4 صحیح بخاری، كتاب مناقب الأنصار، بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ المَدِينَةَ، رقم الحدیث: 3926۔

(کاش میں پھر وادی میں ایک رات رہوں اور میرے ارد گرد اذخر اور جلیل (گھاس کا نام) ہوں۔ پھر کسی دن مجنہ کے پانی پر وارد ہوں پھر میرے لئے شامۃ اور طفیل (پہاڑ) ظاہر ہوں۔)

اشعار میں نباتات کا ذکر

اذخر: اذخر مکہ مکرمہ کی گھاس ہے اس کا ذکر مختلف احادیث میں آیا ہے لوگ اس کو گھروں کے چھتوں پر ڈالتے تھے۔ صاحب کتاب النباتات ابو حنیفہ محمد بن داؤد الدنیوری فرماتے ہیں۔ عرب کے قدیم دیہاتیوں سے مروی ہے کہ اذخر کی جڑیں ٹیڑھی ہوتی ہیں اس کی ٹہنیاں باریک ہوتی ہیں اور اس کی خوشبو ہوا کو معطر کرتی ہے۔[1]

جلیل: مکہ مکرمہ کے ایک پودے کا نام ہے جس کی جڑیں اس قدر مضبوط ہوتی ہیں کہ نشیبی زمین میں بھی اس کی ٹہنیاں ختم ہونے کے باوجود ختم نہیں ہوتیں۔ موسم خزاں میں اس کی پیوندکاری کی جاتی ہے۔ یہ پودا بیل اور درخت کے بین بین ہوتا ہے[2]۔

اشعار میں مجنۃ (بازار) کا ذکر

لفظ "مجنۃ" مجن سے مشتق ہے یا جن سے، ابن جنی کا یہی احتمال ہے۔ بعض کے نزدیک کسرہ سے بھی پڑھا گیا ہے۔[3] مجنۃ مکہ مکرمہ کے ایک بازار کا نام ہے جو کہ عکاظ اور ذوالمجاز کے درمیان لگتا تھا[4]۔ میاہ مجنۃ سے مراد مجنہ (بازار) کے قریب یا متصل کوئی چشمہ/کنویں کا نام ہے۔

پہاڑ

شامہ اور طفیل دو پہاڑوں یا دو چشموں کے نام ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایک ہی جگہ پہاڑ بھی ہوں اور چشمے بھی ہوں۔ خطابی نے شرح بخاری کی کتاب الاعلام میں ذکر کیا ہے کہ یہ پانی کے ۲ چشمے ہیں۔[5]

ابن الاثیر کے نزدیک دونوں پہاڑوں کے نام ہیں۔ ابن منظور الافریقی (م۷۱۱ھ) کے نزدیک طفیل میں طاء مفتوحہ ہے۔ "**طفیل**" پہاڑ کا نام ہے[6]۔

---

1 السہیلی، عبدالرحمٰن، الروض الانف، جلد ۳، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ص 81۔

2 ایضاً

3 الافریقی، ابن منظور، لسان العرب، داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان، ج 13، ص 33۔

4 الروض الانف، ج 13، ص 33۔

5 ایضاً، ص 81۔

6 لسان العرب، ج 8، ص 176۔

بنو نضیر کے باغات کا ذکر

اکثر اشعار کے پس منظر میں کوئی خاص واقعہ موجود ہوتا ہے جیسے کہ ابن ماجہ کی روایت میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب نبی کریم ﷺ نے بنو نضیر کے باغات کو جلانے کا حکم فرمایا:

فَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ حَرِيقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرُ [1]

(بویرہ میں پھیلی ہوئی آگ نے بنو لوی کے سرداروں پر فتح کر آسان کر دیا)۔ بویرہ ایک علاقہ ہے جو کہ مدینہ اور تیماء کے درمیان واقع ہے جہاں کھجور کے باغات تھے، مسجد قباء سے قبلہ کی مغربی جانب واقع ہے [2]۔ تہذیب الاسماء واللغات کے مطابق یہ مدینہ میں ایک کھجور کے باغ کا نام ہے [3]۔ یاقوت حموی کے مطابق خیبر میں بنو نضیر کی بستیاں ہیں نیز وادی القری کے قریب ایک مقام کا نام ہے [4]۔

دف کا جواز

سنن ابن ماجہ کی حدیث میں مذکور ہے کہ بچیاں نبی کریم ﷺ کا استقبال دف بجا کر رہی تھیں اور خوشی کا اظہار کر رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے [5]۔ سنن ابن ماجہ کی ایک اور روایت میں شادی کے موقع پر دف بجانے کا ذکر بھی موجود ہے۔

قبائل اور بلدان کا ذکر:

اشعار میں واقعاتی پس منظر کے تحت قبائل اور بلدان (علاقوں کے نام) کا ذکر موجود ہے۔ جیسے ابن ماجہ میں وارد روایت کے اس شعر میں بنی لوی (قبیلہ) اور بویرۃ (مقام) کا ذکر ہے:

فَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ حَرِيقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرُ [6]

کفار قریش کا مقتولین بدر پر مرثیہ

صحیح بخاری میں بدر میں قتل ہونے والے کفار پر مرثیہ کا ذکر ہے، اس کا پہلا شعر اس طرح ہے:

---

1 ابن ماجہ، کِتَابُ الْجِهَادِ ، بَابُ التَّحْرِيقِ، بِأَرْضِ الْعَدُوِّ، رقم الحدیث: 2845۔

2 العسقلانی، ابن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، مکتبہ دار الفیحاء دمشق، ج 7، ص 418۔

3 النووی، شرف الدین، تہذیب الاسماء واللغات، دار الکتب العلمیہ، بیروت، جلد 3، ص 40۔

4 حموی، یاقوت بن عبد اللہ، معجم البلدان، دار صادر: بیروت، ج 1 ص 513-512۔

5 ابن ماجہ، کِتَابُ النِّكَاحِ ، بَابُ الْغِنَاءِ وَالدُّفِّ، رقم الحدیث: 1899۔

6 ابن ماجہ، کِتَابُ الْجِهَادِ ، بَابُ التَّحْرِيقِ، بِأَرْضِ الْعَدُوِّ، رقم الحدیث: 2845۔

وَمَاذَا بِالقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ مِنَ الشِّيزَى تُزَيَّنُ بِالسَّنَامِ [1]

(مقام بدر کے کنوؤں کو میں کیا کہوں کہ انہوں نے ہمیں درخت شیزیٰ کے بڑے بڑے پیالوں سے محروم کر دیا جو کبھی اونٹ کے کوہان کے گوشت سے بہتر ہوا کرتے تھے)۔ قلیب بدر وہ کنواں ہے، جس میں بدر میں ہونے والے کفار مقتولین کو ڈال دیا گیا تھا۔

شعر میں الشیزیٰ (درخت) کا ذکر

یہ عرب کے ایک درخت کا نام ہے، جس سے لکڑی کے مختلف پیالے بنائے جاتے تھے اور اس میں شراب ڈالی جاتی تھی، شراب کی محافل عام ہوتی تھیں نیز ان پیالوں میں ثرید بھی بنایا جاتا تھا[2]۔

نسب

عربوں کے ہاں نسب ایک اہم ترین موضوع سمجھا جاتا تھا، قبائل کے اندر نساب کو بڑی اہمیت حاصل تھی کہ نہ صرف انسانوں بلکہ اپنے پالتو جانوروں کے نسب کا بھی خیال کرتے تھے۔ اشعار کے ذریعے کسی دوسرے کو اپنے نسب یا اس کی اہمیت سے آگاہ کرنا بھی ایک مقصد ہے۔ جیسے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

أَنَا النَّبِيُّ لاَ كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ المُطَّلِبْ [3]

(میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے میں عبد المطلب کی اولاد سے ہوں)۔ اسی طرح سے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر صحیح بخاری میں وارد ہے:

أَنَا ابْنُ الأَكْوَعِ وَاليَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعْ [4]

(میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے)۔ مندرجہ بالا شعر سے حماسۃ اور نسب کی خصوصیات معلوم ہوتی ہیں۔

"رجز" کا ثقافتی پہلو

اشعار میں بعض رجز بھی شامل ہیں۔ "رجز" قواعد الشعریۃ میں شعر کی ایک خاص قسم ہے۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کھودتے وقت "رجز" پڑھا تھا۔ اس کا ذکر صحیح بخاری میں ہے[5]۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلند آواز سے جنگ میں رجز پڑھتے اور مجاہدین کے حوصلوں کو تقویت حاصل ہوتی تھی۔

---

1 صحیح بخاری، كتاب مناقب الأنصار ، بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى المَدِينَةِ، رقم الحدیث: 3921۔

2 فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد 7 ص 323۔

3 ایضاً، كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ مَنْ قَادَ دَابَّةَ غَيْرِهِ فِي الحَرْبِ، رقم الحدیث: 2864۔

4 صحیح بخاری، كِتَابُ المَغَازِي، بَابُ غَزْوَةِ ذِي قَرَدَ، رقم الحدیث: 4194

5 صحیح بخاری، كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ الرَّجَزِ فِي الحَرْبِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِي حَفْرِ الخَنْدَقِ، رقم الحدیث: 3034۔

غذااور علم طب

عرب مختلف نباتات، درختوں اور حیوانوں سے طبّی فوائد حاصل کرتے تھے۔ جاہلیت میں زہیر بن جناب الکلبی التغلبی طبیب تھے، اسلام نے بھی اس علم کو اہمیت دی۔ سنن ابن ماجہ میں غذااور طب سے متعلق ایک شعر جس میں گھی اور شہد کی مناسبت کا ذکر ہے:

هُمُ السَّمْنُ بِالسنُّوتِ لَا أَلْسَ فِيهِمْ، وَهُمْ يمنَعُونَ جَارَهُمْ أَنْ يَتَقَرَّدَا[1]

(وہ آپس میں گھی اور شہد کی طرح ہیں ان میں کوئی جھگڑا نہیں ہے وہ اپنے پڑوسیوں کو الگ ہونے سے منع کرتے ہیں)۔اس شعر میں گھی اور شہد کی باہم مناسبت کا ذکر ہے۔اہل عرب شہد کو پسند کرتے تھے، شہد کا ذکر قرآن حکیم میں بھی آیا ہے، عرب کے اہم شہر طائف کا شہد مشہور تھا اور اس کو عراق، مکہ اور تمام علاقوں تک بھیجا جاتا تھا، جاہلیت میں بنی سلیم کے پاس شہد کا کاروبار تھا اور پہاڑوں پر شہد کی تصدیر کا عمل کیا جاتا۔ عرب شہد کو بطور غذاء اور مختلف امراض میں بطور دواء استعمال کرتے تھے[2]۔

---

1 ابن ماجہ، كِتَابُ الطِّبِّ ، بَابُ السَّنَا وَالسنُّوتِ، رقم الحدیث: 3457۔

2 الطقوش، ڈاکٹر سہیل، تاریخ العرب قبل الاسلام، دار النفائس، بیروت، لبنان، 2009ء، ص 80۔